ڈاکٹر ریاض مجید کی پنجابی نعت گوئی

ڈاکٹر سعادت علی ثاقب
ایسوسی ایٹ پروفیسر پنجابی
پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

DR RIAZ MAJEED AS A NAAT POET

Saadat Ali Saqib, PhD
Associate Professor of Punjabi
Department of Punjabi, University of the Punjab, Lahore

Abstract

Riaz Majeed is a renowned contemporary poet, author, researcher, critic and an active literary personality. He has mastery of ghazel, poem, Naat, Manqabat and other literary genres of both Urdu and Punjabi languages. He regularly composes glorifying verses showing esteemed reverence for the Holy Prophet (PBUH). A number of his books on Naat have been published so far. The article deals with the Punjabi Naat writing of Dr. Riaz Majeed.

Keywords:

مولوی محمد مسلم، ڈاکٹر ریاض مجید، اکرام مجید، نعت گوئی، پنجابی، شعر، ادب، فیصل آباد، پشاور، گلزارِ آدم

انیسویں صدی کی پہلی دہائی میں پنجابی شعروادب کے اُفق پر ایک خوشگوار صبح طلوع ہوئی۔ ایک ایسی شخصیت نے جنم لیا جن کا نام مولوی محمد مسلم ہے۔ انھوں نے پنجابی ادب کے کلاسیکی گلشن میں گلزار نامہ کا حسین وجمیل پودا لگایا۔ آپ پنجابی میں گلزار نگاری کے بانی ہیں، آپ نے اس صنف کو اتنی خوبصورتی سے پروان چڑھایا کہ اس کے بعد سیکڑوں مسلمان شعرا نے اس صنف میں طبع آزمائی کی۔ مولوی صاحب مرحوم نے اپنی کتاب عجائب القصص کو چار حصوں میں شائع کیا جن کے نام گلزارِ آدم، گلزارِ موسیٰ، گلزارِ سکندری اور گلزارِ محمدیؐ ہیں۔ پنجابی میں آمدہ اس نئی صنف کا مقصد انبیائے کرام کے پاکیزہ واقعات کو بیان کر کے مسلمان قوم کو نہ صرف تاریخی حالات سے روشناس کرانا تھا بلکہ ان کے لیے رشد و ہدایت کا سامان فراہم کرنا بھی تھا۔ مولوی صاحب کی گلزارِ آدم سے ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

اللہ باب آسان کر آکھ سناواں حال　　　جسنوں سب پیدائشوں کیتا رب کمال
صحیح روائت لکھیا وچ اخبار کتاب　　　نورنامہ ایہ نبی دا پڑھ کے لوو ثواب
پہلاں سارے خلق تھیں پیغمبر دا نور　　　پیدا کیتا رب نے کیتا رب ظہور(۱)

ریاض مجید کا سلسلہ نسب اسی عظیم ہستی یعنی مولوی محمد مسلم سے جا ملتا ہے۔ پنجابی زبان کے مشہور شاعر اکرام مجید، ریاض مجید کے بڑے بھائی ہیں۔ ریاض مجید کے مکمل حالات زندگی سے آگاہی سے قبل اکرام مجید کے حوالے سے ان کے خاندانی پس منظر کے بارے میں پروفیسر حفیظ تائب کے لفظوں میں کچھ معلومات حاصل کرتے جاتے ہیں:

''اکرام مجیدنوں پنجابی ادب وچ بھاویں نووارد سمجھیا جائے تے شاید ایہ گل گھٹ لوک جان دے ہون کہ اوہناں دا خاندان کئی پیڑھیاں توں پنجابی ادب دی خدمت کردا آرہیا اے۔ ایہ سلسلہ 'علی نامہ' دے مصنف محمد عظیم توں ٹریا جیہناں دے سپتر مولوی محمد مسلم نے عجائب القصص دے ناں نال تاریخ اسلام دا اوہ کم کیتا جیہدا اہم پلا کم اجے توڑی وی نہیں ہوسکیا۔ ایہ سلسلہ مولوی مسلم دے پتر مولوی محمد علی تے اوہناں (مولوی مسلم) دے پوترے مولوی شمس الدین نے وی جاری رکھیا۔ ایس خاندان دی پنجویں پیڑھی دے بزرگ عبدالمجید نے پنجابی اکھراں وچ کوئی تصنیف تے نہ دتی پر ایس کمی نوں پوریاں کرن لئی پنجابی نوں دو جیوندیاں جاگدیاں تصنیفاں دے گئے جیہناں دے ناں اکرام مجید تے ریاض مجید نیں۔'' (حفیظ تائب دے ان چھپے مضمون توں اقتباس)(۲)

حفیظ تائب کے اس ذرا طویل تعارف کے بعد ہم ریاض مجید کے احوال کی طرف آتے ہیں۔ اصلی نام ریاض مجید طاہر، قلمی نام ریاض مجید اور والد ماجد کا نام عبدالمجید ہے۔ آپ ایک عالم فاضل گھرانے کے چشم و چراغ ہیں، جس کا تعلق ضلع جالندھر کے ایک مولوی خاندان سے ہے۔

ریاض مجید ۱۳، اکتوبر ۱۹۴۲ء بمطابق یکم شوال ۱۳۶۲ھ (عید الفطر کے دن) موضع گڑھا جالندھر چھاؤنی میں پیدا ہوئے۔ پونے پانچ سال کی عمر میں والدین کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ اس خاندان نے پاکستان آ کر فیصل آباد میں سکونت اختیار کی۔ یہاں سٹی مسلم ہائی سکول سے ۱۹۵۸ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۶۰ء میں گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے ایف اے کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور سے سہ سالا بی اے آنرز ان لینگوایجز (اردو) کیا اور یونیورسٹی میں اول پوزیشن حاصل کی۔ ۱۹۶۴ء میں ایم اے اردو کا امتحان پاس کیا جب کہ ۱۹۸۲ء میں ''اردو نعت'' کے موضوع پر بھرپور تحقیقی مقالہ لکھ کر پنجاب یونیورسٹی لاہور ہی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ ۱۹۶۶ء سے گورنمنٹ کالج بوچھال کلاں ضلع جہلم سے بطور لیکچرار ملازمت کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۰ء میں گورنمنٹ کالج جڑانوالہ آ گئے جبکہ ۱۹۷۲ء میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے وابستہ ہو گئے۔ یہیں پہلے پروفیسر کے عہدے پر پہنچے پھر کالج پرنسپل بن گئے۔ ایک لمبے عرصے تک گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں تعلیمی وتدریسی فرائض ادا کرنے کے بعد ۲۰۰۲ء میں ریٹائر ہو گئے۔ (۳)

گورنمنٹ کالج فیصل آباد کو یونیورسٹی کا درجہ دلوانے میں ریاض مجید کا بڑا حصہ ہے۔ آج کل پشاور یونیورسٹی میں بطور وزٹنگ پروفیسر فرائض سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ رفاہ یونیورسٹی فیصل آباد میں جز وقتی پروفیسر کے طور خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جہاں تک ریاض مجید کی علمی وادبی سرگرمیوں اور خدمات کا تعلق ہے، ریاض مجید حلقہ ارباب ذوق کے روحِ رواں و دیگر ادبی انجمنوں میں شمولیت سے لے کر ہر طرح کے تعاون کے لیے ہر وقت تیار نیز نئے شعرا کی حوصلہ افزائی میں پیش پیش ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فیصل آباد اور فیصل آباد سے باہر ان کے شاگردوں کی تعداد سیکڑوں تک ہے جب کہ ان کے فیض یافتگان کی تعداد اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ آپ اکیڈمی آف لیٹرز اسلام آباد کے رکن ہونے کے ساتھ ساتھ پنجاب آرٹ کونسل اور ریڈیو پاکستان فیصل آباد کی مجلس مشاورت کے رکن بھی ہیں۔ ریاض مجید نے قرطاس کے نام سے اردو کا اشاعتی ادارہ بھی قائم کر رکھا ہے۔ جس کے تحت ۱۰۰ سے زائد کتابیں شائع کی جا چکی ہیں۔ مسلم پنجابی مجلس جو حضرت مولوی مسلم کے نام سے پنجابی ادارہ ہے اس کے تحت ۵۰ سے زائد پنجابی کتب مراحلِ اشاعت طے کر چکی ہیں، لیکن ریاض مجید کا اشاعتی ذوق یہیں پر ہی اختتام پذیر نہیں ہوا۔ اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ان کی عقیدت ومحبت نے ایک اور ادارے کا قیام ضروری سمجھا اور انھوں نے ''نعت اکادمی'' کے نام سے نعتیہ کتب کی اشاعت کا ادارہ قائم کیا جس کے تحت اب تک ۴۰ سے زائد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

جہاں تک ان کی علمی وادبی مصروفیات کا تعلق ہے اس میں بھی وہ ہمیشہ سے سرگرم رہے ہیں۔ ان کی بیس سے زائد تحقیقی، ادبی وشعری اردو کتب شائع ہو چکی ہیں۔ مختلف تحقیقی رسائل میں ان کے سیکڑوں

مقالہ جات شائع ہو چکے ہیں۔ان کی علمی ادبی خدمات کے صلہ میں انھیں بہت سے اعزازات سے نوازا جا چکا ہے۔خوش کن امر یہ ہے کہ وہ اب بھی اپنی علمی سرگرمیوں، تحقیقی مقالہ جات کی سرپرستی اور نئے شعرا کی حوصلہ افزائی میں فعال ہیں۔

اردو کے استاد، محقق، نقاد اور شاعر ہونے کے ناطے آپ پاکستان کے علاوہ پوری دنیا میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں لیکن ہمیں اک گونہ خوشگوار حیرت کا سامنا ہوتا ہے کہ ریاض مجید کو اردو کے ساتھ ساتھ اپنی ماں بولی پنجابی کے ساتھ بھی جنون کی حد تک پیار ہے۔اس سلسلہ میں انھوں نے پنجابی زبان میں شعر وشاعری کے ساتھ ساتھ پنجابی کی ترویج وترقی میں بے شمار پہلوؤں سے بے حد محنت کی ہے۔شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا نسبتی تعلق مولویوں کے اس خانوادے سے ہے جنھوں نے ہمیشہ سے پنجابی کی خدمت کو اپنا شعار بنائے رکھا۔

ریاض مجید کے بقول انھوں نے اردو شاعری کے ساتھ ہی پنجابی نظم لکھنے کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا تاہم پہلے پہل زیادہ تر دھیان اردو کتب کی اشاعت کی طرف رہا۔پنجابی نظموں کی پہلی مرتبہ کتاب ''تو ے دے تارے'' کے عنوان سے شائع کی۔اس سب کے باوجود ریاض مجید کا اصل میدان نعت ہی ہے۔اسی میں انھوں نے پی ایچ ڈی بھی کی۔نعت اکادمی کے نام سے نعت کی کتابوں کی اشاعت کا ادارہ قائم کیا۔خود ان کی اردو نعت آج کے نعت گو شعرا میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔اسی طرح ان کی پنجابی نعت بھی انفرادی حیثیت میں ان کی شناخت بن گئی ہے۔ان کی مختصر نظمیں تین حوالوں سے اپنا اظہار مکمل کرتی ہیں۔پہلا حوالہ اُن کی عقیدت ومحبت کا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لے کر اپنے پیارے وطن تک پھیلا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

اکو ساہ دے وچ کراں میں
رب رسولؐ توں بعد
شام سویر دعاواں اندر
پاکستان نوں یاد (۴)

نظم میں دوسرا اہم پہلو درد والم میں ڈوبی ہوئی ان قوموں کی تصویریں ہیں جو ساری دنیا میں ظلم کی چکی میں پس رہی ہیں۔ریاض مجید اپنے ذاتی دُکھوں کے ساتھ ان المیوں کو اس طرح یکجا کر دیتے ہیں کہ پڑھنے والا اس کو ذاتی وکائناتی درد کی تاثیر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔یہ کیفیت قاری کو عجیب قسم کی سرمستی وسرشاری میں مبتلا کر دیتی ہے۔تیسرا پہلو اس عالمی سیاست کا ہے جو فی زمانہ ایک لحاظ سے بڑی طاقتوں کی لونڈی بن چکی ہے اور جس میں منافقت، دھوکہ دہی، استحصال اور وحشت وبربریت کا چلن عام ہے ملاحظہ ہو ریاض مجید کی یہ نظم جس کا عنوان ہے ''تخفیفِ اسلحہ کانفرنساں'':

امن دی خاطر
کھول کے بیٹھے نیں لفظاں دے چاقو
جیہڑے آپ ہلاکو(۵)

اس طرح ان کی ایک کتاب ''پڑھ بسم اللہ'' ہے۔ یہ کتاب دراصل ان بچوں کے لیے ہے جن کے والدین عرصہ دراز ہوا دیارِ غیر میں جا کر آباد ہو گئے۔ وہیں ان بچوں کا جنم ہوا اور وہ پنجابی زبان سے یکسر نابلد ہیں۔ ریاض مجید نے چھوٹی چھوٹی نظموں میں پنجابی کے الفاظ سمو کر اسے سہل کیا اور روانی عطا کی تا کہ بچے جب ان نظموں کو یاد کریں تو انھیں ساتھ ہی ساتھ پنجابی کے الفاظ بھی یاد ہوتے جائیں۔ سب سے پہلے انھوں نے حمد لکھی ہے جس میں مینوں، تینوں، اوہو تے اوہدا پنجابی الفاظ ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کے چار نام یعنی مالک، خالق، واحد اور رازق شامل کیے ہیں۔ دوسری نظم کا عنوان حمد ہے۔ اس میں اسمان، چن، ستارے، ڈنگر، پکھو، کھیت، زمین، پہاڑ، سمندر، کلیاں، میوے، بوٹے، پتر، جگ اور پنڈے جیسے الفاظ شامل ہیں۔ اسی طرح نعتِ رسول ﷺ میں اُچی شان، نمانا، ہینا، سد، در، عمر، مسیت، نور اور عبادت جیسے الفاظ آئے ہیں۔ دیگر نظموں میں دعا، قرآن، مسیت، پاکستان، قائداعظم، پنجاب، کمپیوٹر، بس، ٹیلی ویژن، تتلی، منے دی مانو، بابے دا کُتا، بطخاں دا سکول، علی دا چڑیا گھر زیادہ اہم ہیں۔ ایک نظم ''گنتی'' سے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

اک نوں ون تے دو نوں ٹو
گنتی یاد کرے ببلو
تن تھری تے چار نوں فور
ہوویں نہ وعدے دا چور
پنج نوں فائیو چھ نوں سِکس
لے ہن کھا پٹیٹو چپس(۶)

اس طرح انھوں نے دور دراز کے رہنے والے بچوں کو پنجابی زبان کے بنیادی الفاظ سے روشناس کرانے کی جو سعی کی ہے اسی سلسلہ میں ان کی یہ نظم بھی قابلِ غور ہے جس کا عنوان ہی ''اب پ'' رکھا گیا ہے:

ا ب پ/ رب اک اے
ت ٹ ث/ نبیؐ نال دے
ج چ ح/ نہیں جگ تے(۷)

کتاب کو موضوع کے حوالہ سے تصاویر کے ساتھ مزید دلکش اور مانوس بنانے کی سعی کی گئی ہے۔ ''اب ت'' اور ''دونی دا پہاڑا'' خالص علمی اعتبار کی نظمیں ہیں جن میں حروفِ تہجی اور پنجابی گنتی یاد کرانے کی

کوشش کی گئی ہے۔''چنداُتے پہلا آدمی، کمپیوٹر، موٹر لانچ، ٹیلی وژن، کرین، ریسی سائیکل اور بس'' ہلکے پھلکے سائنسی انداز کو ظاہر کرتی ہیں۔ جب کہ ''زیبرا، منے دی مانو، بابے دا کُتا، بلیک ٹائیگر، اُلو، گھوگا تے بطخاں دا اسکول'' بچوں کے من پسند جانوروں کا تعارف اور ان کی معصوم حرکات کو بیان کرتی ہیں۔ اسی طرح ان کی ایک نظم ''جادو دا مکان'' میں نہایت دلکش انداز میں ایک فضا قائم کی گئی ہے۔ یہ کتاب دلچسپی کے ساتھ ساتھ بچوں کو خاصی معلومات بھی فراہم کرتی ہے۔

یوں ریاض مجید کی یہ ابتدائی کوشش ایک لحاظ سے پنجابی زبان کی خدمت کا حق ادا کرتی نظر آتی ہے کہ اس طرف کسی کا دھیان ہی نہیں گیا تھا کہ دیارِ غیر میں بسنے والے ان بچوں کو پنجابی زبان کی طرف راغب کرنا اور انھیں پنجابی زبان کی لفظالی سے آشنا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ریاض مجید نے اسے یقیناً ایک بنیاد فراہم کی ہے جو لائقِ ستائش ہے، اس کام کی طرف مزید دھیان دینے کی ضرورت ہے۔

جہاں تک ریاض مجید کی نعت گوئی کا تعلق ہے اس سلسلہ میں ان کی دو کتابیں ''سیدنا احمدؐ'' اور ''حیی علی الثنا'' شائع ہو چکی ہیں۔ ریاض مجید کی جدتِ طبع انھیں نئے نئے تجربات کرنے پر اکساتی رہتی ہے۔ اللہ کے بعد اس کے پیارے رسول ﷺ سے محبت، عقیدت اور قلبی و روحانی تعلق تو ان کے ایمان کا حصہ ہے اور حضور ﷺ کی نعت لکھنا ان کے فن کی معراج ہے۔ طبعِ ریاض نعتِ رسول ﷺ اور سیرتِ رسول ﷺ میں تسکینِ قلب و جاں کا سامان تلاش کرتی ہے۔ بلکہ یوں کہیے کہ یہ سامان حاصل کرتی ہے۔ انھوں نے سب سے پہلے پنجابی میں قدیم جاپانی صنف (یا بعض کے نزدیک لوک صنف) ہائیکو میں نعت کہنے کی طرح ڈالی۔ اس زمانے میں ہائیکو جو اردو میں بھی نئی نئی متعارف ہوئی تھی اور ابھی تک تجرباتی دور سے گزر رہی تھی، ریاض مجید نے اس صنف کے ماتحت پنجابی میں نعت کہنے کا کامیاب تجربہ کر دکھایا۔

ہائیکو جاپان کی ایک ایسی قدیم شعری صنف ہے جس پر فلسفہ، منطق جیسے علوم کا کوئی اثر نہیں بلکہ یہ ایک سیدھی سادی صنف ہے، جس میں محض تین مصرعوں میں اپنے تخیل کو مکمل طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ ہاں البتہ اسے قدرتی اور فطری مناظر کے حوالے سے کہنے کا رجحان ہوتا ہے۔ یہ بھی ہے کہ شاعر سادہ لفظوں میں اور سیدھے سیدھے لہجے میں اپنے دل کی بات کہہ دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے حسیات کی شاعری بھی کہا جاتا ہے۔ جاپانی ہائیکو شاعر اور مفکر تھوریو (Thoreau) کے خیال میں ہر لفظ ایک آدمی کی طرح ہے اور اسے اس کی فطری حیثیت میں استعمال کرنا چاہیے جب کہ زین (Zen) نامی سکالر لفظوں کی انجذابی حیثیت کو اہمیت دیتا ہے۔

ہائیکو میں سادگی، فطرت، قدرتی مناظر، معروضیت، موسموں کی رنگا رنگی، اظہار و ابلاغ کی تیزی اور مضامین کی گھمبیرتا جیسے عناصر موجود ہوتے ہیں۔ ہائیکو کے مضامین میں کبھی کبھار یکسانیت اور مماثلت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ شعرا کے کلام کو ممیّز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ریاض مجید نے جب اس صنف میں نعت کہنے کا

آغاز کیا تو یہ سارا منظر نامہ ان کے سامنے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنی ہائیکو نعت میں پنجاب کے قدرتی مناظر، یہاں کے موسموں اور یہاں کی فطرت کو ایسے سمو دیا ہے کہ محسوس ہوتا ہے کہ ہائیکو نعت پنجابی زبان کا ایک لازمہ ہے، جس کے بغیر پنجابی زبان کے وجود کا اقرار کرنا ہی ممکن نظر نہیں آتا۔ چند نعتیہ ہائیکو اس سلسلے میں ملاحظہ فرمائیں:

دل دی روہی اداس کر جاندی
سرگیاں ویلے جد کدی ایتھوں
وا تری یاد آلی لنگھدی اے

پینڈیاں نیں جدوں وی ترکالاں
اتھروواں نال بجھ ای جاندی اکھ
کالی کملی نبیؐ دی یاد آوندی

جیویں دُھپاں دُھلی کپاہ چٹی
میرے بھاگ اس طرح اُجالے گا
طیبہ دے نور پینڈیاں دا سفر

ریاض مجید کی دوسری نعتیہ کتاب ''سیدنا احمدﷺ ہے'' جو بعد میں شائع ہوئی تھی۔ یہاں ہم ان کی نعت کا مجموعی جائزہ پیش کرتے ہوئے یہ محسوس کرتے ہیں کہ ریاض مجید کی نعت عقیدت و محبت کے ازلی رشتوں میں پروئی ہوئی وہ تسبیح ہے جس کے ہر ہر دانے میں حضوری کی الگ الگ کیفیات اپنا حسن و جمال واضح کر رہی ہیں۔

ریاض مجید کی ہائیکو میں خالصتاً پنجاب کے مناظر کے حوالے سے جو نمایاں تمثیل نگاری نظر آتی ہے اس میں ''بھخدے گلاب، کچ تریلاں، دل دی روہی، کلول کردی رُت، سیاڑاں وچ پیلاں پاندا پانی، یاداں دی ڈاچی، سردل، ترکالاں، تتلی دا اترا کے پھل تے بہنا، کندھ تے لگی روضے دی تصویر، قدرت دی سرکڈھویں فصل، تخلیق دا اُچیرا بوہا، کھجوراں وانگ رحمتاں، گناہواں دی کالک، دل دا کھڑی کپاہ وانگوں ہونا، چٹے دُدھ صفحے، تت، نموشی، اچھال تے لکھ'' جیسی تماثیل وتراکیب اپنا ایک الگ حسن رکھتی ہیں۔ ابھی ذکر کیا گیا ہے کہ ہائیکو میں بات کو فطری اور قدرتی مناظر کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے۔ ریاض مجید نے اس حقیقت کو پنجاب دھرتی کے ساتھ جوڑ کر نہایت حسن و خوبی سے یوں بیان کیا ہے:

اوہدے پاروں کلول کردی رُت
پیلاں پاندا سیاڑاں وچ پانی
تتلی اِترا کے بہندی پھُلاں تے(۸)

حضورﷺ کی محبت ایسی ہے جو آپ کی ذاتِ مبارکہ سے ہوتی ہوئی آپؐ سے تعلق رکھنے والی ہر شے پر محیط ہو جاتی ہے۔آپؐ کے اہل بیتؓ، صحابۂ کرامؓ، آپؐ کا شہر، آپؐ کا روضہ مبارک، غرض ایک ایک انسان ایک ایک مقام نعت گو شاعر کے لیے محبوب ہو جاتا ہے۔ریاض مجید بھی منقبتِ اہلِ بیت و مناقبِ صحابہ بیان کرتے ہیں۔ایک جگہ وہ نبی پاکﷺ کے روضہ مبارک کے حوالے سے سبز گنبد کے ساتھ اپنی محبت وعقیدت کا اظہار یوں کرتے ہیں:

سبز گنبد تے جد نظر پیندی
بھخدیاں سوچاں سبھے بھُل جاون
دل چ ہریالی پھیل جاندی اے(۹)

اسی طرح ان کے دل کی ایک حسرت ان کی فریاد بن کر یوں قلم کی نوک پر سسکتی محسوس ہوتی ہے:

چوداں سو سال بعد کیوں جمے
ویکھدے اوس نوں مدینے وچ
دَور اوہدا نصیب جے ہوندا(۱۰)

ریاض مجید نعت رسولﷺ کے حوالہ سے آج کے پرآشوب دور اور اس کے مسائل سے چشم پوشی نہیں کرتے۔خاص طور پر آج جس طرح پوری دنیا میں طاغوتی طاقتیں مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ کر انھی پر دہشت گردی کا ٹھپہ لگا رہی ہیں۔ریاض مجید اپنی فریادوں کو رسول اللہﷺ کے دربار میں پیش کرتے ہیں کہ آپ لمحوں میں شر کو خیر میں بدل سکتے ہیں۔چنانچہ ریاض مجید عرض کرتے ہیں:

خون روندا پیا فلسطین اج
اکھ اُمت دی تیرے ول لگی
فیر سایہ کر اپنی رحمت دا(۱۱)

حضورﷺ سے امداد مانگنے کے اس انداز کو استمداد یا استغاثہ کی نعت کہا جاتا ہے۔ریاض مجید نے عقیدت واحترام کے سارے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے بہت سے جدید موضوعات سے پنجابی زبان کو روشناس کرایا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

دور سے دے جُسے اندر جمیا نھیرا ہویا
توں آیا تے جگ دے اُتے سوہن سویرا ہویا(۱۲)

ریاض مجید کے ہاں نعت کہنے کے قدیم اور جدید دونوں رجحانات متوازی طور پر سفر کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ کلاسیکی شعرا جو محض اپنی ذات کے حوالے سے ہی زیادہ تر مضمون آرائی کرتے تھے، ریاض مجید اسے پھیلا کر پوری انسانی حیاتی پر منطبق کر دیتے ہیں۔ وہ واقعہ معراج کی بات کرتے ہیں تو اس طرح سے کہ آج کا انسان چاند پر تو جا پہنچا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ سب کچھ اسریٰ کے اس عظیم راہی کے قدموں کی برکت ہے جس نے تسخیرِ کائنات کے نئے نئے راہ انسانوں کو بتا دیے۔ ریاض مجید لکھتے ہیں:

تیرے نال اے صاحبِ اسریٰ بھاگ آدم دے جاگے
تیرے پیر دا صدقہ اج ایہ چن وی میرا ہویا(۱۳)

ریاض مجید فیصل آباد میں جدید نعت کے بانی کی حیثیت سے اپنی خاص پہچان رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنی نعت میں عشق و محبت، عقیدت والفت، وابستگی و وارفتگی اور سوز و گداز کے روایتی انداز سے تعلق کو قائم ودائم رکھا ہے تو اس میں نئے دور کی اقدار وضروریات اور مسائل ومصائب کو سمجھنے اور نبھانے کا کامیاب جتن بھی کیا ہے۔ ان کی نعت میں بہت سے جدید مضامین موجود ہیں جنھیں نئی نئی تشبیہات واستعارات، تمثیل نگاری اور ترکیب سازی سے سنوارا گیا ہے۔ آج کا دور مشکلات ومصائب کا دور ہے لیکن ریاض مجید جانتے ہیں کہ فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ دنیا میں ایک ہستی اللہ پاک نے مبعوث فرمائی ہے کہ جو انسانوں کے دُکھوں، غموں اور رنج وآلام کے خاتمے کے لیے دارالشفا کا درجہ رکھتی ہے۔ اس ذات کی رحمت تمام زحمتوں کا علاج ہے۔ ریاض مجید لکھتے ہیں:

چُکاں بھار حیاتی والا جِنّا ہووے
سر تے تیری رحمت دا جے بنّا ہووے(۱۴)

احادیث کے مطابق اللہ پاک نے سب سے پہلے اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور کو خلق فرمایا۔ شاعر اس حقیقت کو جانتے اور مانتے ہیں کہ اگر نبی سرورﷺ پیدا نہ ہوتے تو کچھ بھی پیدا نہ ہوتا۔ یہ زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے، انسان، جن، فرشتے غرض پوری کائنات حضورﷺ کی خاطر سے بنائی گئی اور آپؐ کی خاطر یہ گلشنِ ہستی سجایا گیا ہے۔ اس خیال کو ریاض مجید نے ایک نعت میں بیان کیا ہے جس کا عنوان ہے ''لولاک لما خلقت الافلاک''۔ اس ساری نعت میں شاعر نے ایک پوری حسّیاتی فضا قائم کی ہے، جس میں ماں کا شیر، بچوں کی معصوم ہنسی، ماگھ مہینے کی سہ پہر کی دھوپ، جیٹھ ماہ کی شام کو چلتی خنک ہوائیں، سحری کا عجیب منظر، سلگتے ہوئے گلاب، کانچ کی طرح نرم اوس (تریل)، انسانی جسم میں لہو کی حرارت، زبان میں گویائی اور آنکھ میں بصارت کی قوت، زمین وآسمان کی رونقیں، یہ سب کچھ صرف حضورﷺ کا صدقہ ہیں۔ اس سارے پس منظر کو ریاض مجید کچھ اس طرح سمیٹ رہے ہیں:

میرا ساہ ست، میرے اندر لہو دی گرمی
مُکھاں اُتے واج تے اکھیاں وچ رُشنائی
لفظاں دے معنی..............................
........................سب کجھ تیرا صدقہ (۱۵)

قصہ مختصر ریاض مجید کی پنجابی شاعری میں جہاں نظم وغزل اپنا رنگ جماتی نظر آتی ہیں، وہیں ان کی نعت اور اس نعت میں اصنافِ سخن کا پیار اور مضامین وموضوعات کا تنوع انھیں جدید پنجابی شعرا کی صف میں ایک نمایاں حیثیت عطا کرتا ہے۔ آخر میں ریاض مجید کی ایک اور نعتیہ ہائیکو ملاحظہ ہو:

منقبت جنی اے صحابہ دی
اک حوالے دے نال اوہدی نعت
اوہدا فیضان سلسلہ سارا (۱۶)

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) محمد مسلم، مولوی: گلزار آدم؛ غلام حسین اینڈ سنز لاہور، ۱۹۳۱ء، ص ۱۰
(۲) سعادت علی ثاقب، ڈاکٹر: فیصل آباد دی پنجابی نعت؛ شعبہ پنجابی، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور، ۲۰۱۶ء، ص ۱۳۷
(۳) صائمہ ارشد۔ ریاض مجید دی پنجابی شاعری، مقالہ ایم اے پنجابی، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور، سیشن ۵۔۲۰۰۳ء، ص ۳۰
(۴) ریاض مجید، ڈاکٹر: تومے دے تارے؛ مسلم پنجابی مجلس فیصل آباد، ۱۹۸۷ء، ص ۴۷
(۵) ایضاً، ص ۴۲
(۶) ریاض مجید: پڑھ بسم اللہ؛ مسلم پنجابی مجلس فیصل آباد، ۱۹۹۱ء، ص ۳۰
(۷) ایضاً، ص ۲۸
(۸) ریاض مجید: حبی علی الثنا؛ نعت اکیڈمی فیصل آباد، ۱۹۹۱ء، ص ۱۷
(۹) ایضاً، ص ۱۰۰ (۱۰) ایضاً، ص ۶۱ (۱۱) حبی علی الثنا، ص ۹۶
(۱۲) ریاض مجید: سیدنا احمدؐ؛ نعت اکادمی فیصل آباد، ۱۴۱۹ھ، ص ۲۸
(۱۳) ایضاً (۱۴) ایضاً، ص ۷
(۱۵) ریاض مجید: تومے دے تارے؛ ص ۲۷
(۱۶) ریاض مجید: حبی علی الثنا؛ ص ۲۵